ڈاکٹر نذیر احمد۔ پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

قدیم ایرانی عناصر اُردو ادب میں

(۴)

فرہاد و کوہکن

بیاردو غزل کا وہ محبوب و مقبول ترین موضوع ہے جس کے ذکر سے کوئی دیوان خالی نہیں۔ شعرا نے اسے صرف عشق کا آئیڈیل ہی نہیں بتایا ہے بلکہ اور بہت سے نئے نئے خیالات اس سے وابستہ کیے ہیں۔ غالب اور اقبال کا کلام بطور نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ اول الذکر کے یہاں ۲۰ شعر میں فرہاد یا کوہکن کی تلمیح ہے جن میں بڑی نکتہ آفرینی ملتی ہے۔ اقبال نے پرویز کو ملوکیت اور فرہاد کو مزدور کا نمائندہ قرار دیا ہے اور اس سلسلے کے کافی شعر خسرو پرویز کے تحت نقل ہو چکے ہیں۔ غالب کے کچھ اور شعر ملاحظہ کریں :-

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد ۔۔۔ سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا
پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام ۔۔۔ ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا
دی سادگی سے جان پڑوں کوہکن کے پاؤں ۔۔۔ ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے پیر زن کے پاؤں
کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحان آخر ۔۔۔ ابھی اس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے

فرہاد اور شیریں کا افسانہ کافی پرانا ہے۔ بلعمی[۱] لکھتا ہے کہ "فرہاد اس عورت پر عاشق ہو گیا اور خسرو نے اسے یہ سزا دی کہ اسے کوہ بے ستون[۲] میں سے پتھر نکالنے کے لیے بھیج دیا۔ پتھر کا ایک ایک ٹکڑا جو وہ کھود کر نکالتا تھا اتنا وزنی ہوتا تھا کہ آج سو آدمی مل کر بھی اسے نہ اٹھا سکیں" خسرو و شیریں اور فرہاد نم

---

[۱] بحوالہ ایران بعہد ساسانیان ص ۶۴۱

[۲] اسی سے جوئے شیر نکالنے کا افسانہ تیار ہوا ہوگا۔

شیریں کی داستان محبت ایران کی رزمیہ اور عشقیہ شاعری کا ایک مقبول عام موضوع بن گئی۔ اردو میں یہ داستانِ محبت ادب میں براہ راست اپنا موضوع تو الگ سلمہ بنا سکی لیکن اس کی تمثیل تلمیح میں بڑی وسعت پیدا ہو گئی۔ البتہ تمام برِعظیم میں یہ داستان بہت زیادہ عام ہے اور اس کی مقبولیت کا سہرا تھیٹر کمپنیوں کے سر ہے

بے ستون

اردو شاعری میں کوہ بے ستون سے نئے نئے افکار وابستہ ہیں۔ غالب کے فرمانے کے مطابق۔

کشتۂ افعی زلفِ سیاہ شیریں کو — بے ستون سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار
ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے — بے ستون خواب گرانِ خسرو پرویز ہے
کوہکن گرسنہ مزدور طرب گاہِ رقیب — بے ستون آئینۂ خواب گرانِ شیریں

بے ستون ایران کے مغربی پہاڑی سلسلے کا ایک حصہ ہے جو فارسی باستان میں بغستان تھا۔ یعنی محل بغ یا خدا۔ بغستان سے بہستان اور بہستون ہو گیا۔ ہخامنشی بادشاہ داریوش اول کا سب سے بڑا کتبہ یہیں موجود ہے۔

مانی

اردو شاعری کا مقبول عام موضوع ہے۔ ادب میں مانی کی حیثیت ایک مصور کی بتائی گئی ہے جو چین[۳] سے نسبت رکھتا تھا۔ غالب کہتے ہیں۔

جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی — خونِ صد برق سے باندھے بکف دست فگار
نہ کھینچ اے سعی دستِ نارسا زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے میرے خامے سے تدبیر مانی کی
زلف تحریر پریشان تقاضا ہے مگر — شانہ ساں مو بزبان خامۂ مانی مانگے
کھینچے گر مانی اندیشہ چمن کی تصویر — سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار

---

[۱] میری مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی مثنوی یا داستان جو فرہاد و شیریں کے واقعات پر مشتمل ہو اور اردو ادب میں بڑا درجہ رکھتی ہو غالباً موجود نہیں ہے۔

[۲] دیکھیے برہان قاطع ص ۲۳۷ متن و حاشیہ

[۳] فردوسی کہتا ہے۔

بیامد یکی مرد گویا زچین — کہ چون او مصور نہ بیند زمین

عکس گلبن بہ زمین پر ہے کہ جس کے آگے — کارنقّاشی مانی ہے دوم وہ اوّل (سودا)

اے سحر رقم مانی اندیشہ نے تیرے — کھینچی ہے کس انداز سے اس نظم کی تصویر "

لیکن اس فرضی مانی کی تصویر تاریخی مانی سے جس کی تفصیل درج ذیل ہے کس قدر مختلف ہے۔

بقول پروفیسر کریسٹن سن[1] مانی ایرانی النسل تھا اور اس کا تعلق اعلیٰ خاندان سے تھا۔ اس کی ماں اشکانی خاندان سے تھی۔ ممکن ہے اس کا باپ فاتک بھی اسی گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔ فاتک ہمدان کا رہنے والا تھا مگر بعد میں وہ بابل چلا آیا۔ اس کا میل جول فرقہ مغتسلہ کے عیسائیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ مانی ۲۱۵ یا ۲۱۶ء میں یہیں پیدا ہوا۔ بچپن میں اس کی پرورش مذہب مغتسلہ میں ہوئی لیکن بڑے ہوکر اس نے اپنے زمانے کے بڑے مذاہب زرتشتی و عیسائی سے بڑی واقفیت پیدا کی۔ رفتہ رفتہ اس نے عقائد مغتسلہ کو ترک کر دیا۔ اسے متعدد بار کشف و الہام ہوا جس میں ایک فرشتہ توم نے اسے حقائق ربانی سے آگاہ کیا۔ بالآخر اس نے ایک نئے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے کہا خدا کے پیغمبروں نے وقتاً فوقتاً لوگوں کو حکمت و حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ مثلاً ایک زمانے میں بودھ پیغمبر اہلِ ہند کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ ایران میں زرتشت نے حق کی اشاعت کی اور دیارِ مغرب میں حضرت عیسیٰ نے ہدایتِ خلق کا کام کیا۔ اب آخر میں میں (مانی) خدائے برحق کا پیغمبر اور صاحب کشف و الہام ہو کر سرزمین بابل میں حکمت و حقیقت کی تعلیم کے لیے آیا ہوں۔

مانوی مذہب پر زرتشتی، عیسائی، عرفانی اور بدھی عقائد کا گہرا اثر ہے۔ آفرینشِ کائنات کے متعلق مانی دو جوہر اصلی ایک نیک اور ایک بد کا قائل تھا۔ یہ عقیدہ زرتشتی مذہب سے ماخوذ ہے۔ مبدا و معاد کے بارے میں اس کے عقائد عرفانی عقائد سے متاثر ہیں۔ اسی طرح مانوی مذہب کی تثلیث اول کے جو تین افراد یعنی پدر عظمت، مادر زندگان اور انسان اولین ہیں ان کی ویسی ہی تعظیم ملحوظ ہے جیسی عیسائی مذہب میں باپ بیٹے اور روح القدس کی۔ تناسخ کا عقیدہ مانی نے ہندوستان کے مذہبی عقائد غالباً بدھ مذہب سے لیا ہے۔

مانی کا ظہور شاپور اوّل (۲۴۲ - ۲۷۲) کے زمانے میں ہوا۔ پہلے تو بادشاہ اس مذہب کا پیرو ہو گیا۔ لیکن دس سال کے بعد وہ بدظن ہوا تو مانی کو وطن چھوڑنا پڑا۔ اس کی وفات کے بعد مانی ایران واپس ہوا تو ہرمز اوّل

---

[1] دیکھیے ایران بعہد ساسانیاں باب چہارم - مانی پیغمبر اور اس کا مذہب -

(م ۲۷۳ء) کے بھائی بہرام اول نے اس کو موبدوں کے رحم پر چھوڑ دیا۔ مانی اور موبدوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔ اس میں اس پر الحاد کا جرم عائد کیا گیا جس کی پاداش میں اسے قید کیا گیا جہاں وہ ۲۷۶ء میں جاں بحق ہوا۔

مانی کی یہ تصانیف کتاب الاسرار، کتاب الاثنین یا رسالۃ الاجنۃ، پرگماتیہ یا رسالۃ الاصل، انجیل زندہ کنز الحیوۃ سریانی زبان میں تھیں جو پہلوی میں بھی منتقل ہو گئی تھیں۔ اس کی ایک کتاب، کتاب المواعظ شاپورگان شاپور اول کے نام پر پہلوی میں لکھی گئی۔ شاپورگان اور انجیل کے پہلوی ترجمے کے بعض اجزا ترفان کی کھدائی میں برآمد ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ مانی کے بہت سے خطوط، مکتوبات اور چھوٹے چھوٹے رسائل تھے۔

مانی نے پہلوی رسم خط کے بجائے سریانی رسم خط استعمال کیا اور بڑے عمدہ طریقے سے اس کو پہلوی تلفظ کے ساتھ موافق کیا۔ چنانچہ تمام اعراب اور حروف کی آوازیں نہایت صحت کے ساتھ ادا ہو سکتی تھیں۔ اس نئے رسم خط میں صرف ہزوارش ہی کو ترک نہیں کیا گیا بلکہ ایک ایسا طریق ہجا اختیار کیا گیا جو الفاظ کے تلفظ کے لیے نہایت مناسب تھا۔[1]

مسلمان مصنفوں نے مانی کے متعلق جو افسانہ آمیز باتیں لکھی ہیں ان میں اس کی شخصیت کے حیرت انگیز اوصاف ملتے ہیں۔ منجملہ ان کے فن خطاطی[2] و مصوری میں اس کی بے مثال قابلیت ہے۔ مثلاً فارسی مصنف ابو المعالی اپنی کتاب "بیان الادیان" میں لکھتا ہے کہ مانی سفید ریشم کے کپڑے پر ایسا باریک خط لکھ سکتا تھا کہ اگر اس کپڑے کا ایک تار بھی کھینچ لیا جاتا تو ساری تحریر غائب ہو جاتی تھی۔ اور یہ کہ اس نے ایک کتاب تیار کی جس میں ہر قسم کی تصویریں تھیں اس کا نام ارژنگ مانی تھا۔ اور وہ ابو المعالی کے زمانے میں گیارھویں صدی عیسوی میں غزنی کے کتاب خانے میں موجود تھی۔ ارژنگ (اردنگ یا ارتنگ) کے متعلق ہر قسم کی کہانیاں مشہور ہیں اور وہ شعرائے فارسی کی ایک مسلمہ ادبی اصطلاح بن گئی ہے۔ ایک افسانے کی رو سے جس کا راوی صاحب "روضۃ الصفا" ہے۔ مانی نے ممالک شرق میں ایک غار کو تصویروں سے سجایا تھا۔

---

[1] ایران بعہد ساسانیاں ص ۲۶۴ - ۲۶۵

[2] مانوی کتابوں پر تصویر بنانے کا عام دستور تھا اس سے خیال گزرتا ہے کہ مانی کے کمال مصوری کی داستان میں کچھ نہ کچھ حقیقت کا عنصر ہوگا (ایضاً ص ۲۶۸)

ارژنگ یا ارزنگ

موسیو الفرک کا قیاس ہے کہ وہ اس کی انجیل کا ایک مصور نسخہ تھا۔ اردنگ کا نام اس کی ایک اور کتاب میں پایا جاتا ہے۔ دیکھئے "برہان قاطع" ص ۹۷، ص ۱۰۳ متن و حاشیہ و "ایران بعہد ساسانیان"۔ ص ۲۶۴-۲۶۵، ۲۶۸۔

مزدکیت

"ارمغان حجاز" میں (ابلیس کی مجلس شوریٰ میں) اقبالؒ ابلیس کے منہ سے کہلواتے ہیں۔

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشان روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ خو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے جس پہ روشن باطنِ ایام ہے
مزدکیت، فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

فرقہ مزدک دراصل ایک مانوی فرقہ تھا جس کی بنیاد مزدک سے تقریباً دو صدی پہلے ایک ایرانی شخص زردشت پسر خورگان نے رکھی جو پسا (فسا) کا رہنے والا تھا۔ زردشت کی تعلیم محض نظری تھی مزدک مرد عمل اور دراصل زردشت کا خلیفہ تھا۔ اس نے اپنے پیشرو کی شہرت کو ماند کر دیا اور فرقے کا نام اس کے زمانے سے فرقہ مزدکیہ پڑ گیا۔

مزدک کے بارے میں ہماری اطلاعات بہت محدود ہیں۔ اس کی پیدائش مادریہ میں ہوئی۔ جو غالباً شہر مادرایا تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے اس جگہ واقع تھا جہاں اب قوۃ العمارہ ہے۔ مزدک اور اس کے باپ بامداذ دونوں کا نام ایرانی ہے۔ دینوری کے بقول وہ استخر کا رہنے والا تھا اور "تبصرۃ العوام"

میں اس کی جائے پیدائش تبریز بتائی گئی ہے جو شبہ سے خالی نہیں۔

مزدک کی تعلیم مذہب مانی کی اصلاح تھی، ثنویت کی طرح اس میں بھی دو جوہر قدیم یعنی نور و ظلمت کے درمیان رابطے پر بحث ہے۔ لیکن مزدکی عقیدے کی رو سے ظلمت کا فعل نور کے فعل کی طرح ارادے اور تدبیر پر مبنی نہیں ہوتا۔ مزدک کی ایک اہم تعلیم یہ تھی کہ خدا نے روئے زمین کے وسائل پیدا کیے تاکہ سب یکساں طور پر ان سے فائدہ اٹھائیں اور کسی کو دوسرے کی نسبت زیادہ حصہ نہ ملے لیکن لوگوں میں نابرابری زبردستی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اور ہر شخص نے کوشش کی کہ دوسرے کا حصہ چھین کر اپنی خواہشات کو پورا کرے لیکن حقیقت میں کسی شخص کو دوسرے کے مقابلے میں مال، اسباب اور عورتوں کا زیادہ حصہ لینے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ امیروں سے دولت چھین کر غریبوں کو دی جائے اور اس مساوات کو قائم کیا جائے جو ابتداً بنی نوع انسان میں تھی۔ مال و دولت کو اس طرح مشترک بنانا چاہیے جس طرح پانی اور چراگاہیں ہیں۔

ساسانی بادشاہ قباد نے اپنی سلطنت کے پہلے دور میں (۴۸۸-۴۹۸ء) مزدکی تعلیم قبول کر لی تھی لیکن امرا کی شورش پر وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ قباد نے ہیاطلہ میں پناہ لی اور ۴۹۸ یا ۴۹۹ء میں خاقان کی مدد سے بغیر مزاحمت سلطنت ایران دوبارہ حاصل کر لی۔ البتہ اب اس نے مزدکیوں سے ویسے تعلقات نہیں رکھے۔ اس درمیان یہ مسئلہ درپیش تھا کہ قباد کا جانشین خسرو انوشیرواں ہو یا کاؤس چنانچہ ایک مذہبی مجلس تشکیل ہوئی جس میں زرتشتی اور عیسائی ایک طرف تھے اور دوسری طرف[1] مزدک اور اس کے ساتھی۔ اس میں مزدکیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے نتیجے میں مزدک اور اس کے تمام ساتھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یہ واقعہ ۵۲۸ یا ۵۲۹ء میں ظہور پذیر[2] ہوا۔

زرتشت

ایران قدیم کا زبردست پیغمبر تھا جس نے ایک مذہب چلایا جو عام طور پر زرتشتی یا زردشتی

---

[1] مزدکیوں نے خود قباد کی مرضی کے خلاف خسرو انوشیرواں کو جانشینی سے محروم کرنے اور اپنے حامی کاؤس کو وارث تخت بنانے کی زبردست سازش کی تھی (ایران بعہد ساسانیاں ص ۴۷۹)

[2] مزدکی تحریک کے لیے دیکھیے ایران ساسانیان باب ہفتم برہان قاطع ص ۲۰۰۳، ۲۰۰۴ متن و حاشیہ

کہلاتا ہے لیکن اصطلاحاً دین مزدیسنا ہے۔ اس کے نام کی مختلف صورت یہ ہے۔ زردشت، زرتشت زردہشت، زارتشت، زراتشت، زرہ تشت، زارہ ہشت، زاردشت، زارتہشت، زارہوشت، زرادشت زراہشت، زرہ دشت، زرہ ہشت۔ لیکن سب سے عام زردشت اور زرتشت ہیں۔ گاتھا میں یہ نام (ZARATHUSHTRA) کی شکل میں آیا ہے۔ وہ سپیتمان خاندان سے تھا اس کا باپ پورشسپ اور ماں دغدوتھی۔ اس کی جائے پیدائش آذربائیجان یارے یا شمالی مشرقی ایران بتائی گئی ہے۔ عام طور پر اس کا زمانہ ۶۰۰ ق۔م کے حدود میں بتایا جاتا ہے لیکن بعض لوگوں نے قبل مسیح کا دوسرا ہزار بھی قرار دیا ہے۔ زرتشت نے گشتاسپ کے زمانے میں اپنے مذہب کا اعلان کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کا دین قبول کر لیا۔ اس کی مذہبی کتاب "اوستا" ہے جس کے زیادہ حصے دست برد زمانہ سے بچ نہ سکے۔ البتہ جو حصے باقی ہیں ان میں گاتھا قدیم ہے اور وہ زرتشت ہی کے زمانے کا ہے۔ ارجاسپ تورانی نے جب ایران پر دوسری بار حملہ کیا تو زرتشت ایک تورانی کے ہاتھ سے ۷۷ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اس کے تین بیٹوں ایسدواستر، اروتدنر، خورشید چہر کے نام محفوظ ہیں۔ اسی طرح تین بیٹیوں کے یہ نام ملتے ہیں۔ فرن، تہرت، پوروچیست[1]۔

اوستا۔ زند۔ پاژند

کبھی زرتشتیوں میں ایسا کہ سارے موبد (ذوق)
ژند پاژند[2] میں کرتے تھے میری تبعیت

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر (اقبال)
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

اوستا[3]

زرتشت کی مذہبی کتاب ہے جس کے بیشتر اجزا دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔

---

[1] دیکھئے مزدیسنا ص ۶۲-۷۳ حاشیہ برہان قاطع ص ۱۰۱۱

[2] بعض جگہ ژند فارسی ہے مگر زیادہ صحیح زند عربی ہے۔

[3] اس کی حسب ذیل اور شکلیں ہیں۔ دستا، البتا، است، استا، اویستا، بستاق، البستاق، ابستاغ، ایستا، بستا، البتا، آفستا، ابستا، ستا۔ (مزدیسنا ص ۱۱۶ - ۱۱۷)

موجودہ "اوستا" کے حسب ذیل حصے ہیں۔

یسنا (اس میں گاتھا بھی شامل ہے)، ویسپرد، وندیداد، یشہتا، خردہ اوستا۔

"اوستا" کی زبان خصوصاً "گاتھا" کی ویدسے بہت مشابہ ہے لیکن "اوستا" کا قدیم رسم خط باقی نہیں۔ موجودہ خط جس میں "اوستا" لکھی گئی ہے خط پہلوی سے ماخوذ ہے لیکن پہلوی کے ہزوارش طریقے کو بالکل ختم کرکے اوستائی خط کو نہایت آسان اور باقاعدہ بنادیا گیا ہے جس میں ہر قسم کی آواز آسانی سے ادا ہوسکتی ہے۔

زند[1]

اوستا کی پہلوی تفسیر ہے جس کا موجودہ متن ساسانیوں کے زمانے کا ہے۔ یہ لفظ اوستائی کلمہ ازانتی (بمعنی شرح وگزارش) سے مشتق ہے "اوستا" کی اوستائی زبان میں تفسیر لکھی گئی تھی جس کے کچھ اجزا آج بھی موجودہ اوستا میں ملے ہوتے ہیں۔ پہلوی اشکانی میں بھی "اوستا" کی تفسیر لکھی گئی تھی۔ لیکن جو تفسیر اس وقت موجود ہے وہ پہلوی ساسانی میں ہے۔ زرتشتیوں کے نزدیک "اوستا" اور زند (تفسیر اوستا) دونوں آسمانی کتابیں ہیں۔

پازند

پا اور زند سے مرکب ہے "پا" اوستائی کلمہ (PAT) (بمعنی ضد وصاحب) سے مشتق ہے۔ اور زند بمعنی شرح ہے۔ پازند سے مراد وہ پہلوی زبان ہے جو ہزوارش سے پاک ہو اور جس میں ہزوارش کے بجائے فارسی لفظ ہوں۔ پس پازند کا زند اور "اوستا" سے کم تعلق ہے۔ وہ ایک زبان ہے جو موجودہ فارسی اور پہلوی کی درمیانی کڑی ہے۔ پازند کے متن کبھی اوستائی خط میں اور کبھی فارسی خط میں لکھے گئے ہیں۔ ادبیات میں پازند کو زند اور "اوستا"[2] سے خلط کردیا ہے۔ چنانچہ اقبال نے بھی مذکورہ بالا بیت میں اس کو ایک مذہبی کتاب سمجھا ہے۔

ایزد

یہ کلمہ جو فارسی اور اردو ادب میں خدا اور خالق کے لیے استعمال ہوتا ہے اوستائی لفظ (YAZATA) سے مشتق ہے اور موجودہ شکل میں پہلوی ہے۔ یہ اہورمزدا کی مخلوق اور بمنزلہ فرشتہ ہے ان کی تعداد

---

[1] بعض فرہنگوں میں یہ لفظ ژند درج ہے اس کے مفہوم کے سلسلے میں عام طور پر بڑی غلط فہمیاں ہوتی ہیں (دیکھئے مزدیسنا ص ۱۳۸ بعد)

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے مزدیسنا ص ۱۴۲-۱۴۵، حاشیہ برہان قاطع ص ۳۵۲-۳۵۳۔

گوشا ہمیتں ہزاروں ہے۔ ان سے بلند تر مخلوق امشاسپند ہیں، جن کی تعداد ۷ ہے اور جن میں سے ۶ کے نام پر ایرانی مہینوں کے نام ہیں۔ ہر امشاسپند کے کئی متعلقہ ایزد ہیں۔

متعلقہ ایزد[2]	امشاسپند[1]
دی باآذر، دی بمہر، دی بدین	۱۔ ہرمزد
ایزد ماہ، ایزد گوش، ایزد رام	۲۔ بہمن
ایزد آذر، ایزد سروش، ایزد بہرام	۳۔ اردی بہشت
ایزد خور، ایزد مہر، ایزد آسمان، ایزد انیران	۴۔ شہریور
ایزد آبان، ایزد دین، ایزد ارت، ایزد مارا سپند	۵۔ اسفندارمذ
ایزد تشتر (تیر)، ایزد فروردین، ایزد باد	۶۔ خرداد
ایزد رشن، ایزد اشتاد، ایزد زامیاد	۷۔ امرداد

یزدان

کھو دیتے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو (اقبال)

ایزد کی جمع پہلوی ایزدان ہے جو یزتان، یزدان کی صورت میں بھی آئی ہے۔ آخری صورت فارسی میں باقی ہے۔ اور پہلوی، فارسی اور ارند ادب تینوں میں خداوند کے معنی میں مستعمل ہے۔ گویا شکلاً جمع اور معناً واحد ہے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں مسلمان، جانان اور حور وغیرہ کی شکل میں پیش کی جاسکتی ہیں[3]۔

اہرمن

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن (اقبال)

---

[1] ان کے اوستائی نام مزدیسنا ص ۱۵۷ - ۱۵۸ پر دیکھیے۔

[2] مہینوں اور دنوں کے نام خداؤں اور ایزدوں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ایران بعہد ساسانیاں ص ۲۲۰ - ۲۲۲)

[3] مزدیسنا ص ۱۶۰۔

فارسی و اردو ادب کی مقبول عام تلمیح ہے جو بدی کا سرچشمہ ہے۔ یہ کلمہ "اوستا" میں ANGRA MAINYAVA کی شکل میں آیا ہے۔ (ANGRA بمعنی خبیث و بد اور MAINYAVA فارسی میں مینو ہے) پہلوی میں اہریمن ہوا اور یہی کلمہ اہریمن اور اہرمن کی صورت[1] میں اردو میں بھی مستعمل ہے۔

آتشکدہ

آتش کدہ و سینۂ سوزاں ہے برابر (سودا)

خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار (اقبال)

یہ شرارہ بجھ کے آتش خانۂ آذر بنا "

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ فارس[2] "

شعلہ ہا ندر سمندر بلکہ آتش خانہ ہم (غالب)

عناصر اربعہ میں آتش زرتشتی مذہب میں بڑی مقدس ہے۔ یہ اور آذر دونوں ایک ہی کلمے سے مشتق ہیں اور دونوں ہم معنی بھی ہیں۔ اس مذہب میں آذر ایک ایزد (فرشتے) کا نام ہے اور "اوستا" میں آذر ایزد، آہورمزد کا پسر قرار دیا گیا ہے اس سے اس عنصر کے بلند مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی مناسبت سے زرتشتیوں نے آتش کدے تعمیر کرائے جہاں مقدس آگ کبھی نہیں بجھتی تھی۔ ان میں تین[3] ایسے آتشکدے جن کی شہرت ہزاروں سال سے یکساں طور پر چلی آتی ہے یہ ہیں۔

آذر گشسپ، آذر برزین مہر، آذر فرنبغ۔ آخری فارسی ادبیات میں آذر خرداد کے نام[4] سے مشہور ہے۔

چو آذر گشسپ و چو خرداد و مہر
فروزان چو بہرام و ناہید چہر (فردوسی)

---

[1] فارسی میں اہرمن، آہرمن، آہرن، اہریمہ، آہرامن، آہریمہ، ہریمن کی صورت میں بھی آیا ہے۔
(مزدیسنا ص ۱۵۶ - ۱۵۷)

[2] حافظ: گو شعلۂ آتش کدۂ فارس کش۔

[3] ایرانی فرہنگ نویسوں نے ان کی تعداد سات بتائی ہے (مزدیسنا ص ۲۳۱ - ۲۳۷)

[4] آتش ... آتش کی ... تفصیل ... [illegible]

آتش پرست

کفر کی مے سے مست ہے جو ہے
غرض آتش پرست ہے جو ہے (سودا)

(مزید دیکھئے "ادبی خطوط غالب" ص ۱۵۴)

زردشتیوں کا دوسرا[1] نام آتش پرست ہے مگر زردشتی خدا پرست[2] ہیں اور اسی بنا پر اپنے آپ کو مزدا پرست اور اپنے مذہب کو مزدیسنا کہتے ہیں۔

دیو

اردو اور فارسی ادب میں شیطان، بھوت پریت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی پہلوی صورت DEV اوستائی DAEVA اور سنسکرت میں DEVA ہے۔ قدیم زمانے میں یہ لفظ آریائی خداؤں کے لئے مستعمل تھا۔ لیکن زردشت کے بعد متضاد معنی کے لیے وقف ہو گیا۔ یہ کلمہ سوائے ایرانی زبان کے اور دوسری زبانوں میں خدا ہی کے معنی میں آتا ہے۔ ہندی DEVA، یونانی ZEUS، لاطینی DEUS، فرانسیسی DIEU سب کا مادہ ایک ہی ہے[3]۔ اردو میں اس کے جو معنی ہیں۔ وہ زردشتی اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں اور یہ اثرات فارسی ادب کے راستے سے آتے۔

سروش

غالبؔ صریرِ خامہ نوائے سروش ہے (غالب)

حیرت انگیز تھا جوابِ سروش (اقبال)

ہاں سنا دے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش "

کہ ہے یہ سرِ نہاں خانۂ ضمیرِ سروش "

اوستا SRAOSHA پہلوی SROSH سروشہ اوستا میں اطاعت و مخصوصاً خداوندی احکام کی

---

[1] یہ نام مسلمانوں کی تحریروں میں اکثر آتا ہے۔

[2] آتش بمنزلہ خدا نہیں۔

[3] دیکھئے مزدیسنا ص ۱۶۲ - ۱۶۳، برہان قاطع ص ۹۱۷ متن و حاشیہ

اطاعت کے معنی میں آیا ہے اور اسی اعتبار سے اسے ایک فرشتہ بتایا گیا ہے جو مظہر اطاعت و نمایندۂ صفت رضا و تسلیم ہے۔ اس کا درجہ مہر کے برابر ہے اور کبھی کبھی اس کا شمار امشاسپندوں میں ہوتا ہے۔ متاخر ادبیات زرتشتی میں سروش ایسا فرشتہ ہے جو قیامت کے دن حساب اور میزان کے کام پر مقرر ہوگا۔ بعض زرتشتی کتابوں اور فارسی فرہنگوں میں سروش پیک ایزدی اور حامل وحی کی حیثیت سے متعارف ہوا ہے۔ ہر ماہ کی ۱۷ تاریخ کی حفاظت اس کے سپرد ہے۔ بیرونی نے اس روز کو سروش کہا ہے[1]۔

ناہید

اوستا میں اناہیتہ ہے جس میں "ا" (= ان) حرف نفی اور "آہیتہ" بمعنی چرکین و پلید و ناپاک۔ پس اناہیتہ بمعنی پاک و بے آلائش ہوا۔ "اوستا" میں یہ لفظ فرشتوں اور دوسری چیزوں کی صفت مؤنث کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ فارسی باستان میں چار مرتبہ یہ کلمہ فرشتہ کے معنی میں آیا ہے۔ لیکن جو ایزد اس نام سے مخصوص ہے وہ ایزد آب ہے اور جس کا قدیمی نام AREDVI SURA ANAHITA (بمعنی ایزد آب پاک و قوی) ہے ڈاکٹر معین کا قیاس ہے کہ ناہید کا استعمال ستارۂ زہرہ کے معنی میں بعد کا خیال ہے۔

اردو ادب میں ستارہ کے علاوہ لڑکی کا نام بھی رکھا جاتا ہے۔ یہ نام دقیقی کے یہاں بھی موجود ہے۔ لفظ ناہیدہ، ناہدہ، ناہد جوان لڑکی کے معنی میں آتا ہے۔ ڈاکٹر معین نے صاحب "برہان قاطع" کے ناہید بمعنی لڑکی لکھنے پر تعرض کیا ہے۔ اس سلسلے کی بحث کے لیے دیکھیے "مزدیسنا" ص ۳۲۹ "برہان قاطع" ص ۱۶۳، ۲۱۱۳ "ستارۂ ناہید" ص ۱۱ "یشت" ۱: ۱۵۸-۱۷۶۔

(باقی آئندہ)

۱؎ دیکھیے مزدیسنا ص ۱۵۸ برہان قاطع ۱۱۳۲-۱۱۳۳ متن و حاشیہ۔ غالب کے ایک اردو دیوان کا نام نوائے سروش ہے۔ بعض اور کتابوں کا بھی یہی عنوان ملتا ہے۔ مثلاً غالب کے شاگرد قمر الدین سخن کی نثری داستان کا نام سروش سخن ہے۔